© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

پنجاب زندہ دلی کے لئے ایک ضرب المثل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس مرتبہ گذشتہ عید کے موقع پر لاہور کے بعض منچلوں کو کیا سوجھی؟ عید کی نماز ہی اُردو میں پڑھ ڈالی۔ اِس فعل کے جواز کے لئے ان لوگوں کے دلائل سے قطع نظر سب سے پہلی بات دیکھنے کی یہ ہے کہ اسلام کسی خاص ایک قوم ملک اور زبان کا مذہب نہیں اُس کے حلقۂ اطاعت میں تو دنیا کی ہر قوم ہر زبان اور ہر ملک کا آدمی داخل ہے۔ تو پھر کیا اسلام کی پوری تاریخ میں کہیں کسی جگہ چھوٹی بڑی کوئی ایک ایسی مثال موجود ہے کہ کسی مقام کے زیادہ نہیں دو چار مسلمانوں نے بھی نماز اپنی مادری زبان میں ادا کی ہو!

ہاں ایک اتاترک کی ضرور ہے جس نے سب کچھ ترکی زبان میں کر دیا تھا۔ اب ان زندہ دلان پنجاب کو صاف لفظوں میں اقرار کرنا چاہیے کہ ان کے نزدیک کمال اتاترک سب سے بڑا اسلام کا مجتہد تھا اور اس لئے پونے چودہ سو سال کی مدت میں جمہور مسلمین کا عمل کچھ ہی رہا ہو انھیں اس سے کوئی بحث اور کوئی سروکار نہیں اُن کا قبلۂ اعظم اور امام اکبر تو اتاترک ہے۔ اگر ہمارے یہ بھائی جدت کے ساتھ اس اظہار کی یہ جرأت بھی دکھاتے تو اس سے بہت سی اُلجھنیں خود بخود دور ہو جائیں۔

ان حضرات کے امام نے اُردو میں نماز کے جواز کے لئے استدلال جو کیا ہے وہ اتاترک سے نہیں بلکہ امام اعظم ابوحنیفہ سے۔ درحقیقت یہ ایک بہت بڑا مغالطہ ہے جس میں یہ حضرات نادانستہ یا دانستہ طور پر مبتلا ہو گئے ہیں فقہ کی بعض کتابوں میں امام اعظم کی طرف یہ جملہ ضرور منسوب ہے "القراءۃ بالفارسیۃ جائزۃ" لیکن اول تو محققین نے امام صاحب کی طرف اس کے انتساب پر ہی کلام کیا ہے اور اگر بالفرض انتساب صحیح بھی ہو تو یہ ثابت ہے کہ امام صاحب نے بعد میں اس سے رجوع کر لیا تھا۔ پس اگر امام صاحب کی طرف مذکورہ بالا جملہ کی روایت پر بلا کسی قسم کے ردّ و قدح کے اعتبار کیا جا سکتا ہے تو کوئی وجہ نہیں اس قول سے امام صاحب کے رجوع کی روایات پر اعتماد نہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہ کیا جائے۔

رہی یہ بات کہ اچھا رجوع مُسلّم! لیکن آخر امام اعظم کی زبان سے ایسی بات نکلی کیوں کر! ایک وہ چیز جو قطعی طور پر ناجائز اور حرام ہو اس کا امام ابو حنیفہ جیسی عظیم المرتبت شخصیت کی زبان سے اس کا صدور ہی کیوں کر ہو سکتا ہے؟ تو اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ امام صاحب کے زمانہ میں کثرت سے عجمی قومیں اسلام قبول کر رہی تھیں اس بنا پر وقت کا ایک اہم سوال یہ تھا کہ آج ایک غیر عرب مسلمان ہوتا ہے اور مسلمان ہوتے ہی اس پر نماز فرض ہو جاتی ہے۔ لیکن صورت حال یہ ہے کہ یہ شخص عربی زبان اور اس کے الفاظ اور اس کے لب و لہجہ سے بالکل ناآشنا ہے عربی الفاظ کا تلفظ کرتا ہے تو وہ الفاظ کچھ سے کچھ ہو جاتے ہیں اور اس کی وجہ سے معانی و مطالب میں زمین و آسمان کا فرق ہو جاتا ہے۔ اب اگر ایسے شخص کو عربی زبان میں ہی قرأت کرنے پر مجبور کیا جائے تو لامحالہ نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ غلط سلط قرأت کرے گا اور اس کی وجہ سے بجائے ثواب کے عذاب اس کے سر پڑے گا اس سے بچنے کے لئے یہ کہہ نہیں سکتے کہ وہ سرے سے نماز ہی نہ پڑھے۔ کیوں کہ نماز تو اسلام قبول کرتے ہی اس پر فرض ہو گئی ہے اس بنا پر بحکم اذا ابتلی احدکم ببلیتین فلیختر اھونھما اس پیچیدہ صورتِ حال کا حل امام صاحب کو یہی معلوم ہوا کہ جب تک یہ نو مسلم عربی الفاظ کا صحیح تلفظ کرنے کے قابل ہو اس کو فارسی میں قرارت کرنے کی اجازت دے دی جائے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر بالفرض امام صاحب کا اس قول سے رجوع نہ بھی ثابت ہو تب بھی امام صاحب کا یہ قول زندہ دلان پنجاب کے لئے سند نہیں بن سکتا۔ کیوں کہ آج کوئی مسلمان نہیں جو قرآن کی قرارت کر سکتا ہو اور جو عربی الفاظ کے تلفظ پر بالکل قادر نہ ہو۔ ہر مسلمان کو بچپن میں ہی دو ایک سورتیں یاد کرا کران کی مشق کرالی جاتی ہے۔

ہمارے دوستوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اسلام کے لئے اعجاب کل ذی رائے برایہ سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں ہے۔ احادیث میں اس کو علامات قیامت میں شمار کیا گیا ہے۔ ایمانداری اور

© rasailojaraid.com